بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسعت حوصلہ

تمہید

انسان بالطبع نمونہ کا محتاج ہے اور نمونہ وہی ہو سکتا ہے جو زندگی کے تمام امور اور پہلوؤں میں کامل ہو کامل نمونہ کے لئے تین امور ضروری یں ایک یہ کہ اسکی زندگی معصیت کے داغ سے مبرا ہو دوم یہ کہ اسکی زندگی کمالات اور پسندیدہ امور سے بھری ہوئی ہو اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے افعال قابل تقلید مثال پیش کرتے ہوں سوم جو نیک باتیں کوئی کہے خود بھی اس پر عمل کرے اس لحاظ سے تمام دنیا کے لئے کامل نمونہ اور بہترین نمونہ اگر کوئی شخص ہے بھی تو صرف اور صرف وہ پاک وجود ہے جس کے بارے میں خود خدا تعالی نے شہادت دی ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (سورۃ الحزاب ۲۱(

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ پر جامع نظر خواہ وہ تعلق باللہ کے پہلو پر ہو یا خلق اللہ کی ہمدردی وغمخواری پر خواہ جان کے دشمن پریابیرونی حملہ آورون کے مقابلہ پر ہو یا گھر کے بچوں اور خادموں سے سلوک پر خواہ شہر کے اندر رہنے والے زیر احسان یا احسان نافرموشوں اور غداروں سے رویہ کے ضمن میں ہو یاصدیوں بعد آنے والے افراد املّت پر شفقت سے وابستہ ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور وسعت حوصلہ کا عظیم نظارہ پیش کرتی ہے۔انسانی اخلاق واستعدادات کے جملہ پہلوجہاں کلی طور پر اپنے مجموعہ سے وابستہ ہیں وہاں بعض اخلاق و استعدادات بعض دوسرے اخلاق اواستعدادات سے انفرادی طور پر بھی گہرا تعلق رکھتے ہیں جیسے ذات باری تعالی کی صفات حسنہ کے ایک وحدت ہوتے ہوئے بھی بعض صفات کو بطور خاص قرآن مجید میں جوڑوں کی شکل میں بیان کیا گیا مثلا غفور رحیم علیم حکیم وغیرہ اسی طرح وسعت حوصلہ کا عالی وصف شجاعت جو دوسخا عفو اوربہت سے اوصاف حسنہ کے ساتھ خصوصی طور پر بندھا ہوا ہے۔

دوسرے انبیاء سے آپ ﷺ کی مشبہات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت حوصلہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس بات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی صفت رب العالمین کا مظہر کامل ہوناہے۔جس طرح قرآن کا خدارب العالمین ہے وید کے خداکی طرح صرف آریوں کا رب نہیں پرانے عہد نامہ کے خدا کی طرح بارہ قبائل تک اس کی ربوبیت محدود نہیں نئے عہد نامہ کا خدا بیٹوں کی روٹی لے کر دوسروں کو دینا پسند نہیں کرتا مگر قرآن کے خدا کا فیضان رنگ و نسل اور زمانہ کی حدود سے بالا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑفرماتے ہیں"جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اوراس کی عام غمخوری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بنے"۔

)حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹(

پھر فرماتے ہیں "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرک تر تھے اور خدائے تعالی کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیاء کے سردار ہیں ایساہی ظاہری خدمات کی رو سے بھی ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر ہواور روشن ہوجائے اس لئے خدائے تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمکی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محنتیں‌اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں موسی اورابن مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں اور تا ہریک طرف سے اور ہریک گروہ اورقوم سے تکالیف شاقہ اٹھاکر اس اجر عظیم کے مستحق ٹھہرا جائیں کہ جو دسرے نبیوں کو نہیں ملے گا۔

)برہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۶۵۳(

پھر فرماتے ہیں "میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتاہوں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ وریشہ میں ملی ہو ئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں بد نصیت اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ اورنہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالی کافضل ہے۔

)ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷(

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر وسعت حو سلہ کا یہ ظہور تھا جس کے نتیجہ میں یہ کا ئنات کو ہلا کر رکھ دینے والا نقارہ بجایا گیاکہ

قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحی ویمیت فا منوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔)الاعراف۱۵۹(

تم ساری انسا نیت کو مخا طب کرکے کہوکہ میں سب کی طرف اللہ کارسول بنا کر بھیجا گیا ہوں‌جو تمام کا ئنات کا با دشاہ ہے اور اسکے سوا کو ئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور ما رتا بھی ہے پس اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے امی بھی ہے اور اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان لا تاہے اورا سکی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

وسعت حوصلہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو نے والی وحی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت حو صلہ اور عالی ظرفی کا ایک عظیم پہلواس جلیل القدر وحی کا مورد بننا تھا جس کے بوجھ کو بر داشت کر نا معمولی دل گردے کا کام نہ تھا جس کے زبردست بوجھ کے بارہ میں خود اس وحی کا بیان ہے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا (المزمل ۵) جسکی صرف ظاہری شدت کا یہ عالم تھا کہ زید بن ثا بتؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے ہو ئے تھے اور وحی کا نزول ہونے لگا اور رسول اللہ کی ران مبارک زید بن ثا بتؓ کی ران کو چھورہی تھی تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی ران بو جھ کی شدت سے کچلی جائے گی

اس ظاہری بوجھ کی ایک مثال صحابہ نے یہ دیکھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار تھے کہ وحی کانزول ہونے لگا اور اونٹ کے پاؤں بوجھ کی شدت سے مڑنے لگے یہ تو صرف ظاہری بوجھ کی کیفیت تھی مگر یہ کلام اپنے ساتھ اتنی زبردست باطنی اور معنوی ذمہ داری کا بوجھ لایا جو تاریخ انسانیت میں بے مثل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں وحی الٰہی ایک ایسا آئنہ ہے جس میں خدائے تعالٰی کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وصلی اللہ علیہ وسلمعصمت وحیا وصدق وصفا وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل واعلی واکمل وارفع واجلی واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سنیہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اورلین وآخرین کی وحیوں سے اقوی ااکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کملات علیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی اسے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پرڈالا نہیں سکیتی جیسے قوی اور پر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالاتا آیا ہے وہ بلا شبہ صفات کمالیہ حق تعالٰی کا ایک نہیات مصفہ آئنہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج علایہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکارہیں

)سرمہ چشم آریہ رحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۷۱(

وسعت حوصلہ اور صبر استقامت

وسعت حوصلہ صبر واستقامت وہمت و شجاعت کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر شجاعت بے مثل صبر واستقامت مکہ کی گلیوں ،شعب ابی طالب کی بندشوں طائف کی گھاٹیوں ،غار ثور کی راتوں بدر کے پانی احد کی پہاڑیوں غزوہ احزاب کی

خندق حدیبیہ کے میدان حنین کی وادی تبوک کی ساعۃ العسرۃ میں چمکی حضرت براء بن عازب جن کے جوہر فتوحات ایران میں چمکے کہتے ہیں کہ ہم میں سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھ جو جنگ میں رسول اللہ سے ساتھ ٹھہر سکتا تھا حضرت علی جیسے بہادر کہتے ہیں کہ شدت جنگ میں رسول اللہ دشمن کے سب سے قریب ہوتے اور ہم اس نازک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لیتے حضرت انسؓ کہتے ہیں کان اشجع الناس آپ سب لوگوں سے زیادہ شجاع تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں –" خیال کرنا چاہیے کہ کس استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوی نبوت پر با وجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جس پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعوی کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھوبیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیااور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سرپربلا لیا وطن سے نکالے گئے قتل کے لئے تعاقب کئے گئے گھر اور اسباب تباہ اورر برباد ہو گیا بار ہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وبد خواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وتلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھانہ کیا کوئی عمارت نہ بنائی کوئی بارگہ تیار نہ ہوئی کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں او مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔

)براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد ۱ ص ۱۰۸

)۱۱۲۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلاف مظالم اور تکالیف کا سلسلہ دعوی نبوت کے ساتھ شروع ہو کر مسلسل ۲۳ سالوں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات تک جاری رہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے مقابلہ میں توحید اور دعوت الی الاسلام کا مقدس کام شروع کیا تو پہلے زیادہ تر آپ کی مخالفت میں استہزا سے کام لیا

گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو تحقیر کی نظر سے دیکھا گیا کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر بتا کر یہ امید ظاہر کی گئی کی خود حوادث زمانہ ہی آپ کا فیصلہ کر دیں گے کبھی کاہن بتایا گیا کبھی مجنون کہہ کر چھوڑ دیا گیا مگر جب بڑے بڑے فہمیدہ اور اخلاق میں اعلی پایہ کے لوگ آپصلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونا شروع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخفی تبلیغ کی بجائے علانیہ تبلیغ شروع کی تو کفار کو فکر ہوا تب انہوں نے آہستہ آہستہ آپ کے خلاف اور آپصلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے لئے ایذا رسانی شروع کر دی۔

ایک دفعہ کسی شخص نے ایک نہایت ہی گندی اور بد بو دار چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پھینک دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باہر پھینک کر صرف اتنا فرمایا اے عبد مناف تم نے یہ اچھا ہمسائیگی کا حق ادا کیا۔

انہی ایام میں قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہو رہے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد کی بجائے مذمم کہہ کر پکارتے تھے مگرجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے مسکراتے ہوئے فرمایا میرانام تو محمد ہے اور جو محمد ہے وہ مذمم کیسے ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت سے بھی روکا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں جاکر نماز پڑھا کرتے تھے وہاں ابو جہل اور دیگر دشمنان اسلام کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمسخر کرتے اور کبھی ایذا پہنچاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بہت سویرے تاریکی میں نماز کے لئے نکلا کرتے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایذارسانی کا ایک طریق یہ بھی اختیار کیا گیا کہ راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے کبھی راہ چلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی پھینک دی جاتی کبھی پتھر مارے جاتے ایک دن ایک شریر نے سر عام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خاک ڈالدی ایسی حالت میں آپ گھر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے یہ دیکھا تو جلدی سے پانی لیکر آئیں اور آپ کا سر دھویا اور زار زار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور فرمایا بیٹی رو نہیں اللہ تیرے باپ کی حفاظت کریگا یہ سب تکلیفیں دور ہو جائینگی (طبری(

ایک موقعہ پر بہت سے لوگوں نے جو اشراف قریش میں سے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیااور ایک شدید معاند عتبہ بن ابی معیط نے چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر اس زور سے مروڑا کہ قریب تھا

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم رک جائے اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھڑایا کہ اقتلون رجلاَ ان یقول ربی اللہ (بخاری باب ما لقی البنی صلی اللہ علیہ وسلم(

یہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر استقلال اور وسعت حوصلہ اس اعلی درجہ کا تھا کہ ایک موقع پر بھی اپنے جانی دشمن سے انتقام لینے کی نہ سوچی بلکہ ایک دفعہ حضرت عبد الرحمن بن عوف چند اور صحابہ کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حا ضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم مشرک تھے تو ہم معزز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن جب سے مسلمان ہوئے متواتر کفار کے مظالم سہ رہے ہیں یا رسول اللہ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم کفار کا مقابلہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی امرت بالعفو فلاتقا تلوا یعنی مجھے اللہ تعالی کے طرف سے عفو کا حکم دیا گیا ہے پس میں تمہیں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا (ابن ہشام و طبری ونسائی بحوالہ تلخیص الصاح جلد ا ص ۱۵۲ (

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ " ہم سچ سچ کہتے یں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات او پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔

)براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد ا ص ۱۰۸

۔۱۱۲)

وسعت حوصلہ اور عفو اور حسن سلوک

وسعت حوصلہ کا تصور اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ عفو اور حسن سلوک کے بغیر نا مکمل ہے ایسا عفو جو حکمت واصلاح پر منی ہو وہ عفو نہیں جو معاشرہ کو جرائم کا شکار بنا دے۔

ہماری مجالس میں فتح مکہ کے موقعہ پر جانی دشمنوں اور اذیت دینے والوں کے بے مثال عفو کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے واقعہ طائف کے بعد ملک الجبال کی پیشکش پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ہم سب جانتے ہیں اول

المعاندین ابو جہل کا بیٹا عکرمہ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ اور ان کا قاتل وحشی ،سازشی دشمنوں کا سردار ابو سفیان ،سوتے میں سر پر تلوار لے کر کھڑے ہونے والا دشمن، زہر کھلا کر مارنے کی کوشش کرنے والی یہودیہ، ٹو نے ٹوٹکے کرنے والا لبید بن اعصم ، سب اس حسن عفو کا مورد بنے ابی بن سلول کا وہ بیٹا جو سالہاسال اذیتیں دیتا رہا دکھ پہنچا تا رہا اوراس انتہا پر پہنچ گیا کہ آپ ﷺ کی احب الناس زوجہ مطہرہ ومقدسہ سیدۃ المعصومات پر حددرجہ ناپاک اور دل کو چھلنی کرنے والے گندے اتہام کی مہم اس نے چلائی اس کو بھی اپنی علیٰ ظرفی اور وسعت حوصلہ کے نتیجہ مین ہر موقعہ پر معاف کیا او اسکے مرنے پر اس کی تجہیزوتکفین کے لئے اپنے جسد مبارک پر پہنا ہوئی قمیسص عطا فرمائی اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے دعائے استغفار کی۔یہ وہ ظہور کرم تھا کہ منافقین کی پارٹی کے بیشتر ارکان اس ناقابل یقین واقعہ کو دیکھ کر اکہ اتنی اذیت دینے والے سے اس قدر شفقت کا سلوک ہوا خالص دل سے توبہ کر کے جماعت مومنین میں آشامل ہوئے۔

وسعت حوصلہ اور علیٰ ظرفی کا یہ بلند پایہ اظہار ہمیں پھر اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس محسن اس خدا کے مظہر اتم ہیں جو گناہ پر گناہ دیکھتا ہے اور انعام پر انعام کرتا ہے ظلم پر ظلم دیکھتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اوراقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس امانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا،ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابوپا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃ راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلائیں یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے پرانے کینے یکلخت دور ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین(الانعام ۱۶۳)یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا ار میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے لئے

اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جو روجفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا جیسا کہ اللہ جلا شانہ فرماتا ہے۔کیا تو اس غم میں اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اٹھا رہا ہے اپنے تیئں ہلاک کر دے گا اور کیا ان لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے گا (الشعراء ۴، فاطر ۹(

)اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دو سخااوروسعت حوصلہ

وسعتِ حوصلہ جودو سخا کا منبع ہے۔جابر بن عبداللہؓ کے ولد جنگِ احد میں شہید ہو گئے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابرؓ سے اور جابرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص تعلق تھا۔اس لئے جابرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے قریبی مشاہدہ کا موقعہ ملا تھا۔جابرؓ کہتے ہیں کہ کبھی بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے ”نہیں“ کا لفظ بولا ہو۔

ابن عباسؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دہرا رشتہ رکھنے کی وجہ سے گھر میں بھی آتے جاتے تھے کہتے ہیں کہ آپؐ ساری انسانیت میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپؐ کی سخاوت ایک تیز آندھی کی طرح ہوتی۔حضرت انسؓ جنہوں نے دس سال تک سفر وحضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے گہرے مشاہدہ کان کو موقعہ ملا تھا ایک واقعہ کاذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی آپصلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں سے بھری ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسب کی سب ایک ہی شخص کو عنایت فرما دیں وجاکر اپنی قوم سے کہنے لگا مسلمان ہو جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ اس کے بعد فاقہ کا خطرہ نہیں رہتا۔

حضرت عباسؓ کوایک دفعہ اتنا سونا دیا کہ انسے اٹھائے نہیں اٹھتا تھا۔ایک دفعہ ۹۰ ہزار کی رقم آ ئی وہ ایک چٹائی پر رکھوا دی اور دیتے رہے حتیٰ کہ ایک درہم بھی با قی نہ رہا اتنے میں ایک شخص آیا ااور اس نے کچھ ما نگا فر ما یا میرے پاس تو جو کچھ تھا ختم ہو گیا ہا ں تم میرے نام سے کچھ خرید لو ہمارے پاس جب مال آ ئے گا ہم ادا ئیگی کر دیں گے حضرت عمرؓ نے عر ض کیا کہ جو آ پ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں ہے اس کا اللہ نے آ پصلی اللہ علیہ وسلم کو مکلف نہیں کیا مگر بحر سخاوت کو یہ با ت پسند نہ آئی۔ایک انصاری بولے یا رسول اللہ !خرچ کیجئے اور خدا ئے ذوالعرش کی طرف سے کمی کا ڈرنہ کیجئے یہ بات سن کر مسکرائے اور بشا شت آ پصلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر چھلکنے لگی۔

ایک خا تون اپنے ہا تھ سے آ پ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جو ڑ بنا کر لائیں اور پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی پہن کر باہر تشریف لا ئے ایک شخص نے دیکھ کر پسند کیا اور عر ض کیا مجھے دے دیں۔فر مایا۔۔۔اچھا۔اندر تشریف لے گئے اتار کر تہہ کر کے بھجوا دیا دوسرے صحا بہؓ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت لباس کی ضرورت تھی اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ما نگنے والے کو انکار نہیں کرتے اس غریب نے معذرت کی کہ میں نے اپنے کفن کے لئے بطور تبرک مانگا تھا معوذ بن عفراء نے پلیٹ بھر کر کھجور اور ککڑیا ں پیش کیں ان کو ہا تھ بھر کے سونا اور زیورر دیا۔

یہ تو ظاہری جو دو سخا کی جھلکیاں تھیں مگر آ پصلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک جس طرح روحانی فیوض کا کل انسا نیت کے لئے مخزن و منبع تھا اس کا نقشہ حضرت مسیح مو عودؑ کشفی نظر سے یو ں کھینچتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالی کے فیوض عجیب نو ری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آ نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جذب ہو جا تے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نا لیاں ہو جا تی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں یقیناکو ئی فیض بدوں آ نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ نہیں سکتا درود شریف کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نا لیاں نکلتی ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چا ہتا ہے اس کو لازم ہے وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کر ے تا کہ اس فیض میں حر کت پیدا ہو۔

)الحکم مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ (

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور وسعت حوصلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور وسعت حوصلہ کی ایک جھلک ان دعاؤں کے الفاظ میں بھی نظر آتی ہے جو تفصیل کے ساتھ کتب احادیث و سیرت میں مندرج ہیں۔

یہ مضمون اپنی ذات میں تفصیلی خطاب کا موضوع بن سکتا ہے دعاؤں کے ان الفاظ میں جو وسعت جامعیت اور عظمت اور پھر حد درجہ فروتنی ہے وہ ایک وسیع قلب اور عظیم سینہ کی غماز ہے بطور نمونہ ایک مثال ہے کہ دوس قبیلہ نے سرکشی کی حدود سے تجاوز کیا خود دوس قبیلہ سے مسلمان ہونے والوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوس پر بد دعا کا وقت ہے عرب کے قبائل تعصب کو مد نظر رکھ کر یہ درخواست غیر معمولی نوعیت کی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسعت حوصلہ سے اس درخواست کا یہ جواب دیا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں ادھر لے آ۔

سارے مذاہب اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ہی منبع سے نکلے ہیں اور باوجود بگڑ جانے کے ان کی کتب میں صداقت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں اور ان کتب میں دعائیں بھی ہیں مگر اس عاجز کو کسی کتاب میں جانوروں کے حق میں دعا پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر سینہ و دل میں جانوروں کی تکلیف کا جو احساس تھا وہ اس دعا کی شکل میں بھی ظاہر ہوا بندے بھی تیرے ہیں چارپائے بھی تیرے ہیں ان کو بھی سیر فرما۔
)روزنامہ الفضل ۹ ستمبر ۲۰۰۶ (

وسعت حوصلہ کا ایک اور پہلو

وسعت حوصلہ کا ایک امتحان اس وقت ہوتا ہے جب کسی صاحب کمال کے سامنے کسی اور صاحب کمال کی مدح کی جائے اور بڑے بڑے صاحب کمال ایسے موقعہ پر اپنی عالی ظرفی کے باوجود خم کھا جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت بلند حوصلگی کے ساتھ اس نازک مقام سے گزرے۔ایک طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ کیو سید ولد آدم کا خطاب ملا۔آپؐ اولین و آخرین سے بلند تر قرار دیئے گئے۔قاب قوسین اور سدرۃ

المنتہی آپؐ کا مقام ٹھہرا۔اور ساتھ ہی بارگاہِ الوہیت سے یہ ارشاد بھی ملا کہ فاصدع بما تؤمر کہ اس مقام کو خوب کھول کر بتادو۔اس لئے جہاں عقیدہ و نظریہ کے لحاظ سے کسی کو غلط فہمی پیدا ہوسکتی تھی وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاصدع کی تعمیل خوب کھول کر اپنے مقام کی وضاحت فرمادی۔روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کچھ بیٹھے یہ تذکرہ کررہے تھے کہ اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا۔موسیٰ سے خوب کھل کر کلام کیا۔عیسیٰ اللہ کا ایک کلمہ اور اس کی طرف سے آنے والی ایک روح ہے۔آدمؑ کو اللہ نے برگزیدہ بنایا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گفت گو سنی ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا اظہار تعجب سنا۔ ابراہیمؑ کو اللہ نے دوست بنایا ہے بیشک ایسا ہی ہے۔موسیٰ اللہ کا ہمراز ہے درست ایسا ہی ہے۔عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی طرف سے ایک روح ہے۔ٹھیک ایسا ہی ہے۔آدم کو اللہ نے برگزیدہ بنایا ہے صحیح ایسا ہی ہے اور سنو ! میں خدا کا محبوب ہوں مگر مجھے کوئی غرور نہیں اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور کیا آدمؑ کیا دوسرے سب اس کے نیچے ہوں گے مگر کوئی غرور نہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی مگر کوئی غرور نہیں اور سب سے پہلے میں جنت کی کنڈی کو حرکت دوں گا اور اللہ میرے لئے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور غریب مومن میرے ساتھ ہوں گے مگر مجھے غرور نہیں اور میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں اور اس میں غور کی کوئی بات نہیں۔

مگر خدائی حکم کے ماتحت اپنے مقام کو کھول کر بیان کرنے کے بعد آپؐ کی وسعتِ حوصلہ کا یہ تقاضا بھی ہوا کہ جب ایک یہودی نے یہ فقرہ کہا کہ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے موسیٰ کو ساری انسانیت پر فضیلت دی ہے اور ایک مسلمان کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو نہیں بلکہ مسلمان کو تنبیہہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب ساری انسانیت الٰہی تجلی سے بے ہوشی کی کیفیت میں چلی جائےء گی اور سب سے پہلے میں ہوش میں آآں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ ہوش میں کھڑے عرش کے پائے کو تھامے ہوئے ہیں ایک موقعہ پر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہا۔یا خیر البشر۔فرمایا : یہ تو ابراہیم کا مقام ہے ایک اور موقعہ پر اس حد تک وسعتِ حوصلہ کا اظہار فرمایا کہ ارشاد کیا کہ یونس بن متی پر بھی میری فضیلت کا تذکرہ نہ کرو۔

آ پ صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ کی زندگی اور وسعت حوصلہ

وسعت حوصلہ کا ایک امتحان بڑی بڑی عظیم الشان مہمات واقعات کے مو قعہ پر نہیں بلکہ روز مرہ زندگی کی چھو ٹی چھوٹی با توں میں اس قوت ہو تا ہے جب انسان دوسروں کی مو جو دگی میں کسی embarrassing صورت حال میں مبتلا ہو جاتاہے اور بعض دفعہ وسعت حوصلہ کا یہ امتحان بڑی بڑی مہمات سے بھی کڑا ہو تا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لا ئے صفیں بنا لی گئیں اقا مت کہہ دی گئ رسول اللہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شرو ع فر مانے کو تھے کہ فر ما یا ابھی ٹھہرو گھر تشریف لے گئے غسل فر ما یا واپس تشریف لا ئے صحا بہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ تازہ غسل کی وجہ سے سر کے با لوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں ایسی حساس طبیعت کے لئے جس کے با رہ میں دیکھنے والے کہتے ہیں کان اشد حیاء من العذراء فی حدرھا اس امتحان میں کا میاب ہونا ایک بڑی فضلیت ہے

اہل کمال کے لئے اپنے سے کم علم والوں کے سا منے اپنی عدم نا واقفیت کا اقرار کرنا دو بھر ہو تا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کے تجارتی شہر سے مدینہ کے زرعی معا شرہ میں تشریف لا ئے تو مدینہ والوں کو کھجور کے نر دختوں سے ما دہ درختوں پرpollinisation کرتے دیکھا تو فر مایا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انصار مدینہ تو فدا ئی تھے انہوں نے pollinisation تر ک کردی اگلے سا ل درختوں پر پھل نہ آیا زکر ہو ا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے تکلف فر ما یاتم اپنی دنیا کے کا موں کو بہتر جا نتے ہو۔

پبلک کی مو جو دگی میں کو ئی embarrassing واقعہ ضبط نفس اور سعت حو صلہ کی سخت آ زمائش لے کر آ تا ہے۔حضرت انسؓ فر ماتے ہیں ایک بدو آ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک ایسی چا در اوڑھے ہو ئے تھے جس کا کنارہ سخت اور کھردرا تھا بدو نے بڑے زور سے شا در کھینچی کہ آ پصلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی لطیف اور نزک جلد پر اس ے جھریوں کے نشا ن پڑ گئے اور اسنے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان دونوں انٹوں کو اللہ کے اس مال سے بھر دے جو تیرے پاس ہے وہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا اور ہنس پڑے اور فر ما یا اس کے ایک اونٹ کو جو اور دوسرے کو کھجور سے لا د دیا جا ئے۔

زیدؓ بن سعنہ مسلمان ہونے سے پہلے آئے اور رسول اللہ سے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا اگر چہ ابھی مقررہ مدت میں تین دن باقی تھے زیدؓ بن سعنہ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک سے کپڑا کھینچ لیا اور بڑی سختی کا اظہا کیا اور یہ جھوٹا طنز بھی کیا کہ تم عبد المطلب کے خاندان والے قرض کی واپسی میں ٹا مٹول سے کام لیتے ہو حضرت عمر نے زید کو ڈانٹا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے اور فرمایا عمر میں اور یہ تم سے کسی اور رویہ کے زیادہ محتاج ہیں تم مجھے قرض کی احسن ادائیگی کی تلقین کرو اور اسے احسن طریق سے مطالبہ کی تلقین کرو پھر حضرت عمرؓ کو فرمایاکہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے اور بیس صاع زیادہ بھی دیا جائے کہ تم نے اس کو ڈانٹا تھ یہی واقعہ زید بن سعنہ کے اسلا کا باعث ہو گیا۔

حنین سے واپسی پر ایک جگہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہ سے مانگنے لگے یادرہے کہ اس موقعہ پر رسول اللہ کے ہمراہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ اس ے پہلے اتنا لشکر اکٹھانہ ہوا تھا ان لوگوں نے رسول اللہ کو گھیر لیا اور اپنے مطالبات میں اتنا دباؤ ڈالا کہ رسول اللہ کو کیکر کے ایک جھنڈکے پاس جانے پر مجبور کر دیا اور اس ہنگامہ میں جو چادر رسول اللہ نے اوڑھی تھی وہ بھی اچک لی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری چادر تو مجھے دے دو اگر میرے پاس ان کیکر کے درختوں جتنے اونٹ ہوں تو بھی میں یہ تم میں تقسیم کر دونگا اور تم مجھے بخیل غلط بیان اور بزدل نہیں پاؤگئے۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقل کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چڑانے کی خاطر مشرک لڑکوں نے آذانیں دینی شروع کر دیں حضور جب ان کے قریب تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ سب سے اونچی آوازی میں آزان کس نے دی ؟ توجس مشرک لڑے ابو محذورہ نے اونچی آواز میں آذان دی تھی اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ڈانٹا نہ سزا دی بلکہ اسے شاباش دی اور اسے چاندی کا ایک اچھا انعام بھی دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشرک کی زبان سے بھی آذان سن کر ناراض نہیں‌ہوئے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری ہوئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار کیا۔

)باب فی ذکر آ ذان ابی محذورہ التعلیق المغنی علی سنن دار قطنی

ص ۲۲۳(

صحابہ کرامؓ پر مظالم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسعت حوصلہ

آنحضرت ﷺ کو دکھ دینے کے لئے آپ کے ماننے والوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے چلچلاتی دھوپ میں تپتی ریت پر ننگے بدن لٹا یا گیا ان کی چھاتیوں پر دیکتے پتھروں کی سلیں رکھی گئیں۔انہیں مکہ کی پتھریلی گلیوں میں مرے ہوئے جانوروں کی طرح رسیاں باندھ کر گھسیٹا گیا سالہا سال تک ان کے مقاطعے کئے گئے نہیں بھوک اور پیاس کی شدید اذیتیں پہنچائی گئیں کبھی ان کو تنگ کوٹڑیوں میں قید کیا گیا اور کبھی ان کے اموال و متاع لوٹ کر گھروں سے نکال دیا گیا کبھی بیویوں کو خاوندوں سے چھڑایا گیا کبھی خاوندں کو بیویوں سے علیحدہ کر دیا گیا مقدس حاملہ عورتوں کو اونٹنیوں سے گرا کر ان پر قہقہے لگائے گئے اور وہ اس صدمہ سے جاں بحق ہو گئیں ان کو گندی گالیاں دی گئیں اور گلی کے اوباشوں نے ان کی تحقیر اور تذلیل کی دنیا کے ذلیل ترین آوارہ لڑکوں نے جھولیوں میں بھر بھر کر ان پر پتھر برسائے یہاں تک کہ دنیا کا مقدس ترین خون طائف کی گلیوں میں بہنے لگا۔ان پر شعلہ آسا جنگوں کی آگ بھڑکا ی گئی اور تلوار کے نیچے قربانیوں کی طرح ذبح کیا گیا ان پر تیروں اور پتھروں کی بارش کی گئی اور احدنی سر زمین گواہ ہے کہ سنگدل سفاکوں نے کائنات کی معصوم ترین ہستی کا بدن پے درپے زخموں سے چھلنی کر دیا۔ان کے سینے چیر کر ان کے جگر چبائے اور وہ کام جو روم کے سگاک بادشاہ جنگل کے بھوکے درندوں سے لیا کرتے تھے عرب کے درندہ صفت انسانوں نے خود کر دکھائے لیکن جب صحابہؓ نے ان سے انتقام لینے کی اجازت لینی چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے قوم کے ساتھ اس سے بھی بدتر سلوک ہوا مگر انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے ایمان پر قائم رہے۔